مذھب شیعہ کی اساس

خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کا انکار اور ان مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی اس تبرائی گروہ کا مابہ الامتیاز (امتیازی شان) ہے۔ اور صراحتاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں سب وشتم اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی تمام اولاد طاہرین ائمہ معصومین کی شان میں ارشاۃ وکنایۃً سب وستم اور کذب بیانی ومکروفریب اور کتمان حق کی نسبت کرنا اس فرقے کا خاصا لازمہ ہے جو کسی بھی عقل مند انسان سے پوشیدہ نہیں، اس مذہب کا دارومدار جن مسائل پر ہے ان میں سب سے بڑا مسئلہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت راشدہ کا انکار ہے۔ ان کا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خلفاء برحق نہیں تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت غصب کر لی تھی اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ڈرا دھمکا کر اپنی بیعت کرنے پر مجبور کر لیا تھا اور تمام عمر اسی خوف کی وجہ سے حضرت علی شیر خدا نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ ان کی مجلس شوریٰ کے ممبر بنے رہے اور مال غنیمت منظور کرتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ قبل اس کے کہ اہل تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے یہ ثابت کروں کہ اہل تشیع کے تمام دعوے جھوٹے اور خلاف واقعہ ہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ خلافت راشدہ کا زمانہ اقدس آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پہلے گزر چکا ہے۔ اس وقت ان کی خلافت پر اعتراض یا اس کی ناپسندیدگی کا شوروغوغا اور بے فائدہ مظاہرے بجز اس کے کہ فتنہ وشرارت پیدا کر سکیں اور ملک کے امن وامان کو متزلزل کریں اور کیا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے؟ ہے کوئی بڑی سے بڑی حکومت یا کوئی بڑی سے بڑی عدالت جو ان کے غیر مستحق خلافت ہونے کی صورت میں کوئی تدارک کر سکے اور مستحق کو اس کا حق واپس دلا سکے۔ اگر وہ مقدس ہستیاں مستحق خلافت تھیں یا بقول اہل تشیع مستحق نہیں تھیں۔ بہر صورت وہ خلیفے بنے اور امور خلافت باحسن وجوہ سرانجام دیئے۔ اب ان کی شان اقدس میں سب وشتم گالی گلوچ کیا معنی رکھتا ہے اگر ان تمام لوگوں کو جو خلفائے راشدین کو برحق اور مستحق خلافت یقین کرتے ہیں یک قلم تختہ دار پر کھینچ دیا جائے یا قتل کر دیا جائے یا خلفائے راشدین کے ساتھ بغض وعداوت غل وغش، کینہ رکھنے والے اپنے سینے کو پیٹ پیٹ کر اڑا دیں تو بھی ان سماء رفعت کے چمکتے ہوئے تاروں کو اور ان کی خلافت راشدہ کو پرکاہ کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ منافرت ومخاصمت اور یہ سب وشتم، یہ فتنہ پردازی اور فساد انگیزی سے کیا حاصل؟ بہتر صورت یہی تھی کہ جب ایک ہی ملک میں بسیرا کرنے کا موقع ملا تھا تو باہمی منافرت ومناقشت کو کنارے رکھ کر گزارہ کرتے اور کسی قسم کا مذہبی تخالف تھا بھی تو فریضہ تقیہ کی ادائیگی کے ساتھ ملکی امن وامان کا بھی لحاظ رہتا آخر ائمہ کرام کی تقلید بھی ضروری امر تھا جو کس طرح تصریح فرماتے ہیں کہ ''التقیة من دینی و دین آبائی ''یعنی امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب روایت کی تقیہ کرنا میرا اور میرے آباؤ اجداد کا مذہب ہے''۔ اور ''لا دین لمن لا تقیة لہٗ ولا ایمان لم لا تقیة لہٗ ''یعنی جو تقیہ نہیں کرتا نہ اس کا دین ہے نہ اس کا ایمان ہے۔ ایسی صورت میں تقیہ سے کام لینا ایک تو اہل تشیع کو بے ایمانی وبے دینی سے بچاتا دوسرا بلاوجہ وبلافائدہ شرارت وفتنہ پردازی سے دور رکھتا اور باقی مسلمان غریب بھی سکھ وآرام کا منہ دیکھتے مگر وائے برحال پاکستان کہ آئے دن نئے نئے اڈے

اکابر امت کی شان اقدس میں بکواس وسب وشتم بکنے کے لئے مقرر کئے جارہے ہیں اور ملکی تعمیری اسباب ان کو یقین کیا جا رہا ہے۔ اب فقیر چاہتا ہے کہ اہل تشیع کی خدمت میں ان مقدس ہستیوں کی تصریحات پیش کرے جو اہل تشیع کے دعویٰ کے مطابق بھی پیشوا اور امام ہیں جن تصریحات کے ملاحظہ کرنے کے بعد اہل فکر و ہوش حضرات خود ہی فیصلہ فرماسکیں کہ ائمہ اور پیشوایان امت کے بالمقابل موجودہ ذاکروں ماکروں کی کچھ وقعت نہیں۔ اور ائمہ کرام کی تصریحات کے مقابلہ میں ان ذاکروں کے تخمینے اور ٹوٹل سخت خوا اور بیہودہ ہیں۔

نکتہ

یہ بات بھی قابل گزارش ہے کہ جن مقدس ہستیوں نے اللہ اور اس کے سچے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اور رضا کیلئے اپنا تن، من، دھن قربان کیا اور ایسے میں محبوب کبریا ﷺ کے ساتھ ایمان لائے کہ جب حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لانا اور کائنات عالم کی دشمنی مول لینا ایک معنی رکھتا تھا اور ایسے وقت میں حضور کا ساتھ دیا جس وقت حضور کا ساتھ دینے میں مستقبل کی تمام دینوی منزلوں میں غربت اور مصائب وآلام وتکالیف کے سوا عالم اسباب میں اور کچھ نظر نہ آتا تھا تو ایسے حالات میں ان مقدس ہستیوں نے تمام دینوی تکالیف کو بطیب خاطر برداشت کیا اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کے نام پر گھر بار، مال وعیال عزت وناموس قربان کئے اور حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا تو ایسی مقدس ہستیوں کے خلوص، ان کے صدق وصفا ان کے ایمان وتصدیق کے متعلق کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسرا کون سا داعیہ ہو سکتا تھا جس کے زیر نظر ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس قدر دکھ برداشت کئے؟ پھر ایسے جان نثاروں اور وفاداروں کی جان نثاری اور قربانی کا بدلہ جو **اللہ ارحم الرحمین** کی جناب سے ضروری اور لازمی ہے اس کی کیفیت اور کمیت کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں اور انصار ومہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ان کے لئے جنت کے اعلیٰ وارفع مراتب اور نعمتیں مہیا ہیں۔ ان کو بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اس بات کو بھی پورے نظر و فکر کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو فرماتا ہے۔ "**یٓایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم**" یعنی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی آپ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد فرماؤ اور ان پر سختی کرو۔ اس حکم کے بعد جن مقدس ہستیوں کو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنا ہمراز ودمساز قرار دیا سفر وحضر، ہجرت و جہاد، ہر معاملہ میں اور ہر حالت میں اپنا وزیز ومشیر مقرر فرمایا اور اپنا ساتھی ورفیق قرار دیا۔ ان ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنا (معاذ اللہ) اور ان ہستیوں کی طرف کفر ونفاق کی نسبت کرنا کون سی دیانت ہے اور کون سا ایمان ہے۔ ذرا سوچو تو ان مقدس ہستیوں کے صدق وصفا کا انکار براہ راست مہبط وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی کو مستلزم نہیں؟ یقیناً ہے۔ محبوب رب العالمین علیہ وآلہ واصحبہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب میں آیات کلام اللہ اور احادیث صحیحہ اس کثرت کے ساتھ وارد ہیں کہ جنہیں لکھا جائے تو ایک بہت بڑی مستقل کتاب بن جائے گی۔

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ممدوح

اہل تشیع حضرات کی معتبر ترین تصانیف بھی اگر غور سے مطالعہ کی جائیں تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ بطور نمونہ چند روایات اہل بصیرت کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور بغور مطالعہ کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

(۱) حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ میں فرماتے ہیں۔

لقد رایت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما اریٰ احدا منکم یشبههم لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا قد باتوا سجدا وقیاما یراد حون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادهم کان بین اعینهم رکب المعز من طول سجودهم اذا ذکر اللہ هملت اعینهم حتی تبل جیوبهم ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب٥

”حضور اقدس ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں دیکھتا۔ وہ تمام رات سجدوں اور نماز میں گذارتے صبح کو اس حالت میں ہوتے کہ ان کے بال پریشان اور غبار آلودہ ہوتے تھے، (شب کو) ان کا آرام جبینوں اور رخساروں میں (طویل سجدوں کی وجہ سے) ہوتا تھا۔ اپنی عاقبت کی یاد سے دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح (بھڑک) اٹھتے تھے زیادہ اور لمبے لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کے ماتھے دنبوں کے گھٹنوں کی طرح ہو گئے تھے۔ اللہ کا نام جب (ان کے سامنے) لیا جاتا تو ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں یہاں تک کہ ان کے گریبان بھیگ جاتے اور اللہ کے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے جیسے آندھی میں درخت کانپتا ہے۔“ (نہج البلاغۃ خطبہ ۹۶ مطبوعہ ایران، تہران)

(۲) حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے زمانہ خلافت میں فرماتے ہیں۔

واعلموا عباد اللہ ان المتقین ذھبوا بعاجل الدنیا وآجل الآخرۃ فشارکوا اھل الدنیا فی دنیاھم ولم یشارکھم اھل الدنیا فی اخرتھم سکنوا الدنیا بافضل ماسکنت واکلوھا بافضل ما اکلت فحظوا من الدنیا بما حظی بہ المترفون واخذوا منھا ما اخذہٗ الجبابرۃ المتکبرون ثم انقلبوا عنھا بالزاد المبلغ والمتجر الرائج اصابوا لذۃ زھد الدنیا فی دنیاھم وتیقنوا انھم جیران اللہ غدا فی اٰخرتھم لا تردلھم دعوۃ ولا ینقص لھم نصیب من لذۃ ۱۲

”اللہ کے بندو! جان لو کہ متقی پرہیزگار لوگ (وہی تھے جو) دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کر کے گزر چکے ہیں، وہ ہستیاں اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہوئیں لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ مقدس ہستیاں دنیا میں سکونت پذیر اس طرح ہوئیں جیسا کہ سکونت اختیار کرنے کا حق تھا اور دنیا کی نعمتوں سے کھایا جیسا کہ حق تھا اور دنیا کی ہر اس نعمت سے ان ہستیوں نے حصہ پایا جس سے

بڑے بڑے متکبرین اہل دنیا نے حصہ پایا۔ اور دنیوی مال و دولت جاہ وحشمت جس قدر بھی بڑے بڑے جابرین متکبرین نے حاصل کی ہے اتنی ہی انہوں نے حاصل کی، پھر یہ ہستیاں صرف زاد آخرت لے کر اور آخرت میں نفع دینے والی تجارت کو ساتھ رکھ کر دنیا سے بے رغبت ہوئے۔ یہ لوگ دنیا کی بے رغبتی کی لذت کو اپنی دنیا میں حاصل کر چکے اور یقین کر چکے تھے کہ کل اللہ سے ملنے والے ہیں۔ اپنی آخرت میں یہ وہ لوگ تھے جن کی کوئی دعا نامنظور نہیں ہوتی تھی۔ اور ان کی آخرت کا حصہ دنیاوی لذات کی وجہ سے کم نہیں ہوگا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۷)

(۳) حضرت سیدنا و مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے زمانہ خلافت میں فرماتے ہیں۔

فان اهل السبق بسبقهم و ذهب المهاجرون الاولون بفضلهمo

(اسلام اور اعمال صالحہ کے ساتھ) سبقت لینے والے اپنی سبقت کے ساتھ فائز المرام ہو چکے اور مہاجرین اولین گذر چکے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۷)

صدق الله مولانا العظيم والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعو هم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنهُ ذلك الفوز العظيمo

اگر چہ اجماعی طور پر مہاجرین اولین اور انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح وثنا اور منقبت کے بارے میں اہل تشیع کی تقریباً ہر کتاب میں ائمہ معصومین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبات اور ملفوظات موجود ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب اور رفعت شان کے متعلق اہل تشیع کی مسلم اور معتبر کتابوں کی عبارات بھی بطور نمونہ ملاحظہ فرماویں۔